وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

رحمۃ للعالمین ﷺ

کا

مکی دور

مؤلفین

محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمن
صدر

امان جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے
پس تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے
اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے
بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور تو مغفرت کرنے والا ہے

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1.	تمہید	4
2.	پہلی وحی کا نزول	6
3.	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا	7
4.	آپ ﷺ کی ورقہ بن نوفل سے ملاقات	7
5.	فترۃ الوحی	9
6.	دوسری وحی کا نزول	9
7.	دعوت وتبلیغ کی محنت کا پہلا مرحلہ (خفیہ تبلیغ)	10
8.	دعوت وتبلیغ کی محنت کو دوسرا مرحلہ (اعلانیہ تبلیغ)	16
9.	دعوت وتبلیغ کے مرکز کا قیام	21
10.	کفار ومشرکین کی ایذا رسانی	22
11.	دعوت وتبلیغ کی محنت کا تیسرا مرحلہ	28
12.	دعوت وتبلیغ کی محنت اور انعام ربانی	38
13.	بیعت عقبہ اولیٰ	41
14.	بیعت عقبہ ثانی	42

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے جس وقت اپنی عمر مبارک کے چالیس سال پورے کئے تو اُس وقت انسانیت آگ کی ایک خندق کے کنارے کھڑی تھی۔ پوری نسل انسانی تیزی کے ساتھ خودکشی کے راستے پر گامزن تھی۔ یہ وہ نازک وقت تھا جب انسانیت کی صبح صادق طلوع ہوئی محروم و بدنصیب دُنیا کی قسمت جاگی اور بعثتِ محمدی ﷺ کا مبارک وقت قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی سُنّت بھی یہی ہے کہ جب تاریکی بہت بڑھ جاتی ہے اور قلوب سخت اور مردہ ہونے لگتے ہیں تو اس کی رحمت کا کوئی جاں نواز جھونکا چلتا ہے اور انسانیت کے

خزاں رسیدہ چمن میں پھر بہار آجاتی ہے۔

دُنیا میں اس وقت جس جہالت اور جاہلیت کی حکمرانی تھی، خرافات و اوہام اور شرک و بت پرستی کی وبا عام تھی، اس کو دیکھ کر آپ ﷺ کی بے چینی انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ اس زمانہ میں تنہائی اور خلوت پسندی آپ ﷺ کا شیوہ بن گئی تھی اور آپ ﷺ کو تنہا بیٹھنے میں سکون ملتا تھا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں اور وادیوں سے گزرتے تو شجر و حجر سے آواز آتی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

آپ ﷺ دائیں بائیں مڑ کر دیکھتے تو درختوں یا پتھروں کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کو نبوت ملنے سے چند ماہ قبل ہی سچے خواب آنے لگے، جو کچھ آپ ﷺ خواب دیکھتے، ویسا ہی واقعہ پیش آجاتا۔ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لاڈلے حبیب کو جس مقصد کے لئے اس دُنیا میں مبعوث فرمایا تھا، اُس ذمہ داری کے سونپنے کا وقت آچکا تھا۔ آپ ﷺ نے قصرِ نبوت کو مکمل فرمایا کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا اور پھر وقت آگیا جب کہ آپ ﷺ پر قرآن مجید کی پہلی وحی نازل ہوئی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

پہلی وحی کا نزول

جب آپ ﷺ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ ﷺ حسبِ عادت غار حرا میں ہی ذکر وفکر میں مشغول تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا!

اے محمد ﷺ بشارت قبول فرمائیے، آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل امین ہوں، پھر آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا!

اِقْرَاء (پڑھ)

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا بِقَارِی (میں پڑھنا نہیں جانتا)

اس پر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاء (پڑھ) ایسے جب تین مرتبہ کیا تو پھر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○
اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○

(سورۃ العلق : ١ تا ٥)

ترجمہ: پڑھ (اے نبی ﷺ) اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جس نے جمے ہوئے خون (کے لوتھڑے) سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ اور آپ (ﷺ)

کا ربّ بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔

جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

الحمدللہ! یہ تیسویں پارے کی سورہ علق کی پہلی پانچ آیات ہیں، جو پہلی وحی کے طور پر رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو سینہ مبارک جلال الٰہی سے لبریز تھا۔ آپ ﷺ نے سارا واقعہ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا۔ حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور فرمایا:

"آپ ﷺ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں، میں دیکھتی ہوں آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں پر شفقت فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، بیواؤں، یتیموں اور بے کسوں کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا"۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

آپ ﷺ کی ورقہ بن نوفل سے ملاقات

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے اطمینان قلب کے لئے رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں،

جو زمانہ جاہلیت میں ہی بت پرستی سے بیزار ہو کر تلاش حق میں سرگرداں رہے، عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی کھو چکے تھے۔ تورات اور انجیل کے عالم تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جو تورات و انجیل کی فراہم کردہ معلومات کے نتیجے میں اُس "نبی" کے منتظر تھے، جس کا ارشاد حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ بن نوفل کو تمام بات سنائی، جس پر انہوں نے فرمایا:

یہی وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیا تھا،

کاش میں جوان ہوتا، کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا،

جب قوم آپ ﷺ کو (شہر سے) نکال دے گی۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

ورقہ بن نوفل کی یہ بات سن کر رحمۃ للعالمین ﷺ نے بڑے تعجب سے پوچھا!

کیا میری قوم کے لوگ مجھے (شہر سے) نکال دیں گے؟

جس پر اُنہوں نے جواب دیا، ہاں اور کہا:

اِس دُنیا میں جس کسی نے بھی ایسی تعلیم پیش کی ہے جو آپ ﷺ کریں گے، تو (شروع میں) اُس کے ساتھ عداوت ہی ہوتی رہی ہے، کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں اور مجھے وہ دن دیکھنا نصیب ہو تو میں آپ ﷺ کی نمایاں

خدمت کروں۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

فترۃ الوحی

اس واقعہ سے چند دِن بعد ہی ورقہ بن نوفل وفات پا گئے۔ آپ ﷺ بدستور غارحرا میں تشریف لے جاتے رہے۔ کچھ عرصہ تک آپ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی، اس عرصہ کو زمانہ "فترۃ الوحی" کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے وحی کے رُک جانے کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا:

میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، میں نے آسمان کی طرف اپنی نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ جو فرشتہ غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے، میں گھبراہٹ اور ڈر سے زمین کی طرف جھک گیا، پھر گھر آتے ہی میں نے اپنی اہلیہ کو کہا کہ مجھ پر کوئی چادر ڈال دو تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ مدثر کی آیات فَاھْجُرْ تک نازل فرمائیں، پھر برابر وحی آنے لگی۔

(بخاری شریف)

دوسری وحی کا نزول

الحمدللہ! دوسری وحی کے ذریعہ اب اُس عظیم کام (دعوت وتبلیغ) کا وقت آ گیا تھا، جس کے لئے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو منتخب کیا گیا تھا،

چنانچہ سورۃ المدثر کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں:

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ○

وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ○

(المدثر: ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے والے اُٹھو (کھڑے ہو جاؤ) اور ربّ کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو، اور گندگی (ناپاکی) سے دُور رہو۔

الحمدللہ! رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو حکم ملا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بیان کیجیے، تاکہ انسانیت کو معلوم ہو سکے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ذات ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اللہ ہی خالق ہے اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، اللہ ہی مالک ہے اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں، اللہ ہی رازق ہے اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں، اللہ ہی حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ...... یہ عقیدہ جب دل کی گہرائیوں میں اُترتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، یہی عقیدہ توحید امنِ عالم کی بنیاد ہے، اسی سے معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کی محنت کا پہلا مرحلہ (خفیہ تبلیغ)

الحمدللہ! منصب نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے مکہ مکرمہ میں 13 سال دعوت الی اللہ کی محنت فرمائی، جن کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جن میں سے پہلا مرحلہ ''خفیہ دعوت و تبلیغ'' کا

ہے، جو ابتدائی تین سال کے عرصہ پر مشتمل ہے۔

اس مرحلہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے اعلانیہ دعوت و تبلیغ کا کام نہیں کیا، بلکہ خفیہ طور پر ہی لوگوں کو دعوتِ توحید دیتے اور شرک سے روکتے تھے۔ اس مرحلہ میں اسلام قبول کرنے والے سابقین واوّلین میں سے آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ ﷺ کے گہرے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ بن ابی طالب اور آپ ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہٗ تھے۔ یہ تمام حضرات دعوت و تبلیغ کا آغاز کرتے ہی مسلمان ہو گئے تھے اور اِن حضرات کا ایمان لانا جو رحمۃ للعالمین ﷺ کی چالیس سالہ زندگی کی حرکات و سکنات تک سے واقف تھے، آپ ﷺ کی اعلیٰ صداقت وراست بازی کی قوی دلیل ہے۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

الحمدللہ! اُمُ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلی ہستی ہیں، جنہوں نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی دعوت کو قبول فرمایا اور فوراً ایمان لے آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایمان لاتے ہی تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ آپؓ کی محنت سے حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن مظعون، عامر بن فہیرہ، حذیفہ بن عتبہ، سائب بن عثمان مظعون اور ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان ہوئے۔

(بحوالہ: مثالی تہذیب وتمدن)

الحمدللہ! عورتوں میں سے حضرت عباسؓ کی بیوی اُمّ الفضل، اسماء بنت عمیس، اسماء بنت ابی بکر اور فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمرؓ بن خطاب کی بہن) رضی اللہ تعالیٰ عنہن مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضرات و خواتین اسلام کا ہراول دستہ ثابت ہوئے اور ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے، جن میں ورقہ بن نوفل بھی ہیں۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

الحمدللہ! دعوت و تبلیغ کے کام کو مخفی طور پر سر انجام دینے کے باوجود اسلام قبول کرنے والے اہل ایمان کی ایک مختصر سی جماعت بن گئی، چنانچہ ایک صحابی حضرت ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تعلیم و تعلّم (سیکھنے سکھانے) کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ پر جو مبارک ہستیاں سب سے پہلے ایمان لائیں ان کے اسلام لانے کے واقعات کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

❋ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے زمانہ جاہلیت کے دوست تھے۔ ایک دن حضور اقدس ﷺ سے ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے، آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا، اے ابوالقاسم (ﷺ) کیا بات ہے؟ آپ (ﷺ) اپنی قوم کی مجلسوں میں نظر نہیں آتے ہیں اور لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ (ﷺ) اِن کے آباؤ اجداد وغیرہ کے عیوب بیان کرتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! میں اللہ کا رسول ہوں اور تم کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جونہی حضور اقدس ﷺ نے اپنی بات

پوری فرمائی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فوراً مسلمان ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے اسلام لانے سے اس قدر خوشی کے ساتھ واپس ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان، جن کو اَخشبین کہتے ہیں، آپ ﷺ سے زیادہ خوش نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وہاں سے حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کے پاس تشریف لے گئے، یہ حضرات بھی مسلمان ہو گئے۔ دوسرے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضور اقدس ﷺ کے پاس عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابوالارقم کو لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب حضرات بھی مشرف باسلام ہوئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی دعوت پر ایمان لانے والے سب سے پہلے شخص تھے۔ آپؓ جس دِن ایمان لائے، اُسی دِن حضور اقدس ﷺ والے کام کو اپنا کام بنالیا اور ان کی دعوت و تبلیغ سے جید صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) یہ کیا ہے؟

رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا دین ہے جسے اللہ نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور جسے دے کر اپنے رسول کو بھیجا۔ میں تم کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو کہ اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو اور لات وعزیٰ (بتوں) کا انکار کردو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے کہا یہ ایسی بات ہے جو آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی، اس لئے میں اپنے والد ابو طالب سے پوچھ کر ہی اس کے بارے میں کچھ فیصلہ کروں گا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے اعلان کرنے سے پہلے آپ ﷺ کا راز فاش ہوجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو اس بات کو چھپائے رکھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے اسی حال میں رات گزاری، پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کے دل میں مسلمان ہونے کا شوق پیدا فرمایا۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل میرے سامنے آپ ﷺ نے کیا بات پیش فرمائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور لات و عزیٰ کا انکار کردو اور اللہ کے تمام شریکوں سے برأت کا اظہار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حضور اقدس ﷺ کی بات مان لی اور اسلام لے آئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ میں اپنی خالہ ازویٰ بنت عبد المطلب کے پاس اُن کی بیمار پرسی

کے لئے گیا، کچھ دیر بعد حضور اقدس ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ میں آپ ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا اور آپ ﷺ کی نبوت کا تھوڑا بہت تذکرہ ان دنوں ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ (مجھے غور سے دیکھ رہے ہو) میں نے کہا میں اس بات پر حیران ہوں کہ آپ ﷺ کا ہم میں بڑا مرتبہ ہے اور پھر آپ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کہی جا رہی ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ٥

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ ٥

(الذّٰریٰت : ۲۲ . ۲۳)

ترجمہ: اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا، سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

دعوت و تبلیغ کی محنت کا دوسرا مرحلہ (اعلانیہ تبلیغ)

تین سال تک خفیہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رہا لیکن آپ ﷺ کا فریضہ چند آدمیوں کے ہدایت یاب ہونے پر ختم نہ ہونے والا تھا، بلکہ سارے عالم کو اعلانیہ اسلام کی دعوت سے مشرف کرنا تھا، اس لئے اب آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ کسی کی پرواکئے بغیر اعلان حق کریں۔

چنانچہ حکم خداوندی ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

(سورۃ الحجر : ۹۴)

ترجمہ: آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے، اسے واضح طور پر بیان کیجئے اور مشرکین کی کوئی پرواہ نہ کیجئے۔

نیز حکم خداوندی ہوا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝

ترجمہ: اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو ڈرایئے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور تمام قریش کو بآوازِ بلند پکارا، مکہ کے لوگ جمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

اے قوم قریش! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کروگے؟ تمام لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا! "ہاں کیوں نہیں، ہم نے آپ (ﷺ) کو ہمیشہ سچی بات کرتے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب شدید

نازل ہوگا۔ یہ سن کر سب لوگ جن میں ابولہب (آپ ﷺ کا چچا) بھی تھا، سخت برہم ہوکر چلے گئے۔

(صحیح بخاری)

چند روز کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ' کو خاندان قریش کے لئے دعوت کا اہتمام کرنے کے لئے فرمایا، چنانچہ دعوت کا اہتمام کیا گیا، جس میں عبدالمطلب کے پورے خاندان نے شرکت کی۔ آپ ﷺ نے کھانے کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا!

''میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین اور دُنیا دونوں کو کفیل ہے، اس بارِگراں کے اُٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا؟ تمام مجلس میں سناٹا تھا، دفعۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ' نے اُٹھ کر فرمایا! گو مجھ کو آشوبِ چشم ہے، گو میری ٹانگیں پتلی ہیں، اور گو میں سب سے نوعمر ہوں، تاہم میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا''۔ (طبری)

بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب قرآن مجید کی آیت مبارکہ:

وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

نازل ہوئی تو آپ ﷺ اُٹھے اور فرمایا!

''اے قریش کے لوگوں! اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچالو، حکم الٰہی کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے میرے چچا عباس! میں حکم الٰہی کے سامنے تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا، اے میری پھوپھی

صفیہ! میں حکم الٰہی کے سامنے تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا اور آخر میں اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا! اے میری بیٹی فاطمہ بنت رسول اللہ (ﷺ) مجھ سے میرے مال میں سے جو کچھ چاہوں مانگو اور لے لو، لیکن (قیامت کے دن) حکم الٰہی کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا''۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

✿ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے چچا، ہم عمر اور رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہیں آپ ﷺ سے بہت محبت تھی۔ ایک دن رحمۃ للعالمین ﷺ، پیغمبر اسلام ﷺ کوہ صفا پر لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے تھے کہ ابو جہل اس طرف آنکلا اور آپ ﷺ سے انتہائی گستاخی کے ساتھ پیش آیا، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر اس زور سے پتھر مارا کہ خون بہنے لگا۔ بعد ازاں وہ خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ عبد اللہ بن جدعان کی ایک لونڈی کوہِ صفا پر واقع اپنے مکان سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس تشریف لائے تو اس نے ابو جہل کی اس گستاخانہ حرکت کے بارے میں بتایا۔ حضرت حمزہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، کنیز کی باتیں سنتے ہی غصہ میں، اسی حالت میں جبکہ کمان اِن کے ہاتھ میں تھی، ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے، اور اپنی کمان ابو جہل کے سر پر اس زور سے ماری کہ اِس کا سر پھٹ گیا اور واپس گھر تشریف لے آئے۔ گھر پہنچ کر رحمۃ للعالمین ﷺ کو تسلی دی اور کہا بھتیجے تُو خوش ہو جا

میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا (حضرت حمزہؓ) کو اس موقع پر دعوت دی اور فرمایا!

اے میرے چچا! اس بات سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی

البتہ آپ مسلمان ہو جائیں تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔

اِس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ' مسلمان ہو گئے۔

(بحوالہ: مثالی تہذیب وتمدن)

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی یہی فکر تھی کہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پر ایمان لے آئیں اور اسلام میں داخل ہو جائیں تا کہ انسانیت جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ دُعا مانگی۔ اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعہ قوت عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دُعا حضرت عمر بن خطاب کے حق میں قبول فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اِن کو اسلام کی بنیادوں کے مضبوط ہونے کا اور بت پرستی کی عمارت کے گر جانے کا ذریعہ بنایا۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نے فرمایا کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میں اپنے ابتدائے اسلام کا قصہ بیان کروں؟ ہم نے کہا، جی ضرور۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں حضور اقدس ﷺ کے بڑے دُشمنوں میں سے تھا۔ صفا

پہاڑی کے قریب ایک مکان میں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے، میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے! مسلمان ہو جا اور ساتھ ہی یہ دُعا کی کہ اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما، میں نے فوراً کہا!

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لاتے ہی مسلمانوں نے اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی کہ جو مکہ کی تمام گلیوں میں سنائی دی۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

قریش مکہ نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ آپ ﷺ کے بارے میں ابوطالب سے بات کی جائے کہ وہ اپنے بھتیجے کو منع کریں کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور دعوت توحید سے باز آئے۔ چنانچہ ایک وفد روسائے قریش پر مشتمل ابوطالب کے پاس آئے، جن میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، عاص بن ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور ابوسفیان وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ ہمارے آباء واجداد کو گمراہ کہتا ہے، ہم کو احمق ٹھہراتا ہے، اس لئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آؤ کہ دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہوگئی ہے تو اپنے بھتیجے حضور اقدس ﷺ سے مختصر الفاظ میں کہا:

بیٹا! میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اُٹھا نہ سکوں۔

آپ ﷺ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا!

اے میرے چچا! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں تو تب بھی میں اپنے کام (دعوت وتبلیغ) سے باز نہیں آؤں گا، اللہ اس کام کو پورا کرے گا،

یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔

آپ ﷺ کے چچا نے جب آپ ﷺ کا یہ پختہ عزم دیکھا تو فرمایا!

جا! کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

دعوت وتبلیغ کے مرکز کا قیام

تین سال کی مسلسل تبلیغ کے بعد آپ ﷺ نے اشاعت اسلام کے کام کو نہایت منظم طریقے پر کرنے کے لئے ایک تبلیغی مرکز کا قیام ضروری سمجھا، اس مقصد کے لئے حضرت ارقم بن ابی ارقم کا مکان تجویز فرمایا۔ انہوں نے خوشی سے اپنا مکان پیش کر دیا، یہ مکان جو مسلمانوں کا سب سے پہلا تبلیغی مرکز بنا اور اس وجہ سے ''دار السلام'' کے نام سے پکارا جاتا تھا، مکہ سے کچھ دور جنوب مشرق کی طرف کوہ صفا کے دامن میں اسی جگہ پر واقع تھا کہ جب حج کے سالانہ اجتماع میں لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی

کرتے تھے تو وہ اس مکان کے سامنے سے گزرا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس دارالسلام میں تین برس قیام فرمایا۔ اس دوران دارِ ارقم میں جس قدر اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو ان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام بھی سابقون الاولون میں شمار ہوتا ہے۔

(بحوالہ: افہام الحدیث والفقہ والتاریخ)

الحمدللہ! اس تبلیغی مرکز میں ساری انسانیت کی فکر کی جانے لگی کہ کس طرح انسان شرک وکفر کی زندگی سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پر ایمان لے آئیں اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ اس مرکز میں ایمانیات کی دعوت، تعلیم وتعلم (سیکھنا اور سکھانا)، ذکر وعبادت اور خدمت کے اعمال ہوتے تھے اور یہی وہ اعمال ہیں جن کی بدولت سارا عالم نورِ اسلام سے منور ہوا اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنا۔

کفار ومشرکین کی ایذا رسانی

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ میدانِ دعوت وتبلیغ میں مزید سرگرم عمل ہو گئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز میلوں میں جہاں دُور دُور سے لوگ آتے تھے، وہاں اُن کو توحید ورسالت کی دعوت دیتے تھے۔ یہی وہ دَور تھا جس میں کفار نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہٗ اور اُن کے بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہٗ اور اُن کی اہلیہ محترمہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا (جو کہ اسلام میں پہلی شہیدہ

ہیں)، حضرت بلال، حضرت خباب بن الارت اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دِل گداز تکلیفیں دی گئیں اور خود رحمۃ للعالمین ﷺ کو طرح طرح کی ایذا ئیں پہنچائی گئیں۔ آپ ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے، گھر کے سامنے گندگی پھینکی، دورانِ نماز وسجدہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجڑی ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) دیوانہ، شاعر، کاہن اور جادوگر کہا گیا اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

رحمۃ للعالمین ﷺ کو ذہنی تکلیف پہنچانے کے لئے ابو لہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو زبردستی حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں، کیونکہ اِن کا نکاح حضور اقدس ﷺ کی بیٹیوں (حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ہوا تھا، لیکن رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بعد ازاں پیغمبر اسلام ﷺ کی یہ دونوں بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نکاح میں آئیں۔

(بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ)

موسمِ حج آیا تو مشرکین نے ابولہب کی سربراہی میں پچیس سرداروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی، جس کا مقصد رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی تکذیب تھا۔ انہوں نے مکہ میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر اپنے آدمی مقرر کردیئے کہ باہر سے آنے والے حجاج وزائرین کو بہکائیں، اُکسائیں اور کردار کشی والزام کشی کے ذریعے ا

ن لوگوں کو آپ ﷺ سے متنفر کریں، مگر آپ ﷺ نے اپنا کام جاری رکھا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ موسم حج میں میدانِ عرفات میں کھڑے ہوجاتے اور فرماتے! کوئی آدمی مجھے اپنے ساتھ اپنی قوم کے پاس لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے کلام الٰہی کی تبلیغ سے روک رکھا ہے۔ (ابوداؤد)

ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ ایک دِن طواف کر رہے تھے کہ چند سردارانِ قبائل اسود بن اسد، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن سہمی نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا کہ ہم مل جل کر ایک دوسرے کے معبودوں کی عبادت کیوں نہ کرلیا کریں ..... جس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔

جب اسی طرح اعلانیہ تبلیغ کو دو سال گزر گئے اور بعثت کو پانچ سال ہوگئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔ پہلا قافلہ **12** مردوں اور **4** عورتوں پر مشتمل تھا، جن میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اسی طرح دوسرا قافلہ **83** مردوں اور **18** عورتوں پر مشتمل تھا، جن میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی تھے، جن کا دربارِ نجاشی میں دیا گیا تاریخی خطبہ معروف ہے۔

(سیرت ابن ہشامؒ)

الحمدللہ!

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شبانہ روز تبلیغی مساعی سے نورِ اسلام پھیلنے لگا اور

صدائے اسلام مکہ سے نکل کر حبشہ تک جا پہنچی ،تو قریش مکہ بوکھلا گئے۔ایذا رسانی کے تمام حربے نا کام ہوتے دیکھے تو کفار مکہ نے نیا ہتھکنڈہ تیار کیا اور مکہ کے مالدار سردار عتبہ کو آپ ﷺ کیساتھ مذاکرات کے لئے بھیجا۔اُس نے کہا! اے میرے بھتیجے، اگر آپ (ﷺ) اپنی اس دعوت وتبلیغ والی محنت سے دولت سمیٹنا چاہتے ہیں تو ہم سارے ملک عرب کے اموال آپ (ﷺ) کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے لئے تیار ہیں، اگر عزت اور نام ونمود کی طلب ہے تو ہم آپ ﷺ کو اپنا رئیس وسردار مان لیتے ہیں، اگر حکومت کی تمنا ہے تو ہم آپ ﷺ کو سارے ملک عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں بس یہ دعوت وتبلیغ کا کام چھوڑ دو اور یہ کہنا چھوڑ دو کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔آپ ﷺ نے اِن تمام چیزوں کی نفی کرتے ہوئے سورہ حم سجدہ

حٰمٓ o تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

کی ابتدائی آٹھ آیات کی تلاوت کر کے اصل حقیقت واضح کر دی۔عتبہ یہ سب سن کر واپس لوٹا تو سردارانِ قریش کو جا کر کہا کہ میں وہ کلام سن کر آیا ہوں جو نہ شعر ہے، نہ جادو ہے اور نہ منتر ہے تو وہ کہنے لگے، لو عتبہ پر بھی اِس کا جادو چل گیا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

الحمدللہ ! نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے، نمازیں چھپ کر پڑھنے کی بجائے بیت اللہ میں ادا ہونے لگیں۔

نبوت کے ساتویں سال ماہ محرم میں مشرکین مکہ نے بنی ہاشم سے مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا۔رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیلے کے ساتھ خرید وفروخت، لین دین،

اُٹھنا بیٹھنا ترک کر دیا۔ بنی ہاشم ناچار شعبِ ابی طالب میں محصور ہو گئے، یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔ اس معاہدہ کی تحریر بابِ کعبہ میں لٹکا دی۔

قریش نے یہ معاہدہ لکھا:

(1) اگر بنی ہاشم محمد (ﷺ) کو قتل کے لئے حوالے نہ کریں تو ان کا مکمل مقاطعہ کیا جائے۔

(2) ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کیے جائیں۔

(3) ان کے ہاتھ خرید و فروخت بند کی جائے۔

(4) ان کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ جائے۔

(5) ان کے ساتھ کوئی قوم رابطہ نہ رکھے۔

(6) ہر قسم کے معاشرتی تعلقات ان سے منقطع کر لئے جائیں۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام از معین الدین ندویؒ)

شعب ابی طالب کا سارا عرصہ بڑی مشکل کا وقت تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے کہ ایک رات چلتے ہوئے کوئی چیز میرے پاؤں کو لگی تو میں نے بھوک کے مارے فوراً پکڑ کر نگل لی اور مجھے معلوم تک نہیں کہ وہ کیا چیز تھی........؟ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے ہاتھ اونٹ کا سوکھا ہوا چمڑہ لگ گیا، میں نے اُسے دھویا، آگ پر بھونا اور پانی میں بھگو کر تین دِن تک کھایا۔ ایسی تکالیف اور مشکلات کے باوجود بنی ہاشم حق پر جمے رہے، ادھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بابِ کعبہ میں لٹکائے ہوئے معاہدے کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہ

گیا۔ قریش نے خود ہی اس معاہدے کو ختم کر دیا۔ اس طرح نبوت کے دسویں سال ماہ محرم میں یہ قبیلہ شعب ابی طالب سے نکل آیا۔

(بخاری شریف)

اس بائیکاٹ کو ختم ہوئے ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کے شفیق چچا ابو طالب وفات پا گئے۔ ابو طالب کی وفات کے صرف دو ماہ بعد ہی اور بعض کے نزدیک تین دِن بعد رحمۃ للعالمین ﷺ کی جلیل القدر زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئیں۔ وفات کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر پینسٹھ سال اور آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس تھی۔ جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ ابو طالب اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کو اس قدر صدمہ اور غم ہوا کہ اس سال کا نام ہی "عام الحزن" غم کا سال رکھ دیا گیا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

سارے عالم کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کے لئے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں اُٹھانی پڑیں۔ دعوت و تبلیغ کی اس مبارک محنت کے بدلہ میں آپ ﷺ نے کفار و مشرکین کی تمام پیشکشوں کو ٹھکرا دیا کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول تھے، داعی کی نظر صرف اپنے خالق و مالک کی طرف ہوتی ہے اور وہ ہر کام اپنے ربّ کی رضا و

خوشنودی کے لئے کرتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے دولت، سرداری اور حکومت کے عہدوں کو ٹھکراتے ہوئے اپنے کام (دعوت و تبلیغ) کو سب پر ترجیح دی۔

دعوت و تبلیغ کی محنت کا تیسرا مرحلہ

الحمد للہ ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ نے باہر کے علاقوں میں بھی دعوت و تبلیغ کا آغاز کر دیا، جسے مکی زندگی میں آپ ﷺ کی تبلیغ اسلام کا تیسرا مرحلہ کہا جاتا ہے اور یہ مرحلہ ہجرت تک جاتا ہے۔ بیرون مکہ دعوت و تبلیغ کی غرض سے رحمۃ للعالمین ﷺ نے ماہ شوال میں طائف کا رُخ فرمایا۔ اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ راستے میں آنے والے تمام قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے گئے، مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ آخر پچاس، ساٹھ میل کی مسافت پیدل طے کرکے آپ ﷺ طائف پہنچے۔ بنی ثقیف کے سرداروں عبد یالیل، مسعود اور حبیب کو جمع کیا جو کہ سگے بھائی اور عمر بن عمیر ثقفی کے بیٹے تھے، انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کی۔

آپ ﷺ دس دِن تک طائف میں رُکے رہے۔ اُن لوگوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے آپ ﷺ کو شہر سے نکال دیا اور شریر بچوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ ﷺ کا مذاق اُڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر مارے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں جوتے خون جاری ہونے سے رنگین ہو گئے۔ یہ شریر آپ ﷺ کو پتھر مارتے، شہر سے تین میل باہر تک چھوڑ گئے۔ طائف سے تین میل باہر ربیعہ کے بیٹوں

.....عتبہ اور شیبہ کا باغ تھا۔ آپ ﷺ زخموں سے نڈھال باغ میں تشریف لے گئے۔ عتبہ اور شیبہ نے جب آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے غلام جس کا نام عدّاس تھا اور وہ عیسائی تھا، کو انگور دے کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کی گفتگو جو عدّاس کے ساتھ ہوئی، اُسے ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

❁ رحمۃ للعالمین ﷺ: بسم اللہ پڑھ کر انگور تناول فرمانے لگے۔

عدّاس: یہ کلمہ (بسم اللہ) تو یہاں کے لوگ نہیں پڑھتے۔

❁ رحمۃ للعالمین ﷺ: تیرا کیا نام ہے؟ اور تو کہاں کا رہنے والا ہے؟

عدّاس: میرا نام عدّاس ہے اور میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔

❁ رحمۃ للعالمین ﷺ: جہاں کا یونسؑ بن متی تھا؟

عدّاس: آپ (ﷺ) کو کیسے معلوم ہے؟

❁ رحمۃ للعالمین ﷺ: وہ (یونس علیہ الصلوٰۃ و السلام) بھی میرا بھائی پیغمبر تھا اور.....

میں (محمد ﷺ) بھی اللہ کا رسول ہوں۔

عدّاس: آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔

اُدھر عتبہ اور شیبہ دیکھ رہے تھے، جب عدّاس اُن کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کہ تم اُسے (رحمۃ للعالمین ﷺ) کو کیوں چوم رہے تھے؟ اس نے کہا کہ اِس وقت کرہ ارض پر اِن سے بہتر کوئی شخص نہیں، آپ (ﷺ) نے مجھے ایسی بات بتائی ہے، جو کوئی نبی ہی بتا سکتا ہے، تو انہوں نے اُسے ڈانٹ دیا

اور کہا کہ تمہارا دین اُس کے دین سے بہتر ہے، کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

صحیح بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ سے آتے ہوئے قرن الثعالب (موجودہ نام قرن المنازل) پہنچے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کا رویہ دیکھ لیا ہے اور جو جواب اُنھوں نے دیا ہے، وہ بھی سن لیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ﷺ اسے حکم دیں گے تعمیل ہوگی، اور اتنے میں پہاڑوں کے فرشتے نے کہا! اگر آپ ﷺ حکم دیں تو اِن دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور ان لوگوں کو ختم کر دوں (جنھوں نے آپ ﷺ کا یہ حال کیا ہے)، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ ان لوگوں کی نسلوں سے ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

اسی راستہ میں وادی نخلہ بھی پڑتی ہے۔ واپسی پر حضور اقدس ﷺ نے وہاں بھی چند دِن قیام فرمایا اور اسی قیام کے دوران جنات نے آپ ﷺ سے قرآن حکیم سُنا اور ایمان لائے۔ جیسا کہ سورۃ احقاف کی آیات 29 تا 31 اور سورۃ جن کی آیتِ مبارکہ **قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ** میں مذکور ہے۔

اس طویل سفر میں کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا، صرف عدّاس نے نبوت کو تسلیم کیا، مگر وہ بھی عتبہ اور شیبہ کے ہاتھوں دب گیا۔ ماہ ذی القعد میں آپ ﷺ واپس مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور موسم حج پر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ نے دُور دراز سے آنے والے قبائل وافراد کو اسلام کی دعوت دی۔

(بحوالہ: طبقات ابن سعدؒ)

الحمد للہ ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ کے قلب اطہر میں اس بات کی بہت زیادہ فکر تھی کہ تمام لوگوں کو ہدایت مل جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جائیں اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے دعوت کے ذریعہ مخلوق کو خالق کے ساتھ جوڑنے کے لئے زبردست محنت فرمائی۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو دعوت دی اور مختلف جگہوں پر بنفس نفیس خود تشریف لے گئے، برکت کے طور پر چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

❁ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہٗ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام لانے میں آپ کا چوتھا نمبر ہے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہی پر سمجھتا تھا اور بُت میرے خیال میں کوئی چیز نہ تھے۔ پھر میں نے ایک آدمی کے بارے

میں سُنا کہ وہ مکہ میں (غیب کی) خبریں بتلاتا ہے اور نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ میں اُونٹنی پر سوار ہو کر فوراً مکہ پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ چھپ کر رہتے ہیں اور آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو تکلیف دینے کے درپے ہے اور بہت بے باک ہے اور میں بڑی حیلہ جوئی کے بعد آپ ﷺ تک پہنچا اور میں نے عرض کیا، آپ (ﷺ) کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی (ﷺ) ہوں۔ میں نے عرض کیا، اللہ کا نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے کو۔ پھر میں نے عرض کیا، کیا واقعی اللہ نے آپ ﷺ کو پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ میں نے عرض کیا، اللہ نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اللہ کو ایک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا جائے، اور بتوں کو توڑ دیا جائے، اور صلہ رحمی کی جائے یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اِس دین کے معاملے میں آپ ﷺ کے ساتھ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر بن ابی قُحافہ اور حضرت ابو بکرؓ کے غلام حضرت بلالؓ تھے۔ میں نے عرض کیا، میں آپ ﷺ کا اتباع کرنا چاہتا ہوں، یعنی اسلام کو ظاہر کر کے یہاں مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! فی الحال تمہارا میرے ساتھ رہنا تمہاری طاقت سے باہر ہے، اس لئے اب تم

اپنے گھر چلے جاؤ اور جب تم سُنو کہ مجھے غلبہ ہو گیا تو میرے پاس چلے آنا۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہو کر میں اپنے گھر واپس آ گیا اور حضور اقدس ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے، میں آپ ﷺ کی خبریں اور حالات معلوم کرتا رہتا تھا، یہاں تک کہ مدینہ سے ایک قافلہ آیا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ مکی آدمی جو مکہ سے تمہارے ہاں آیا ہے اُس کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی قوم نے ان کو قتل کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے اور نصرتِ الٰہی ان کے اور قوم کے درمیان رکاوٹ بن گئی اور ہم لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ سب آپ ﷺ کی طرف لپک رہے ہیں۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، کیا تم وہی نہیں ہو جو مکہ میں میرے پاس آئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، میں وہی ہوں۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں، اس میں سے کچھ آپ ﷺ مجھے سکھا دیں۔ اس کے بعد حدیث کا کافی حصہ ابھی باقی تھا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ میں نے حکم بن کیسان

کو گرفتار کیا تو ہماری جماعت کے امیر نے اُن کی گردن اُڑانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی کہ آپؓ اسے رہنے دیں، ہم اسے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے جائیں گے۔ چنانچہ ہم انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اِن کو اسلام کی دعوت دینے لگے اور دیر تک دعوت دیتے رہے۔ جب زیادہ دیر ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ﷺ اس سے کس اُمید پر بات کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں تا کہ یہ جہنم رسید ہو جائے، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور اسے مسلسل دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جونہی میں نے اُن کو مسلمان ہوتے ہوئے دیکھا تو اگلے پچھلے تمام خیالات نے مجھے گھیر لیا اور میں نے اپنے دِل میں کہا کہ جس بات کو حضور اقدس ﷺ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، میں اس بات میں کیسے جسارت کر بیٹھا ہوں؟ پھر میں نے یہ سوچا کہ میں نے اللہ اور اُس کے سچے رسول ﷺ کی خیر خواہی میں بات کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکم مسلمان ہوئے اور بہت اچھے مسلمان بنے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ بیر معونہ کے موقع پر شہادت کا مرتبہ پایا اور حضور اقدس ﷺ اُن سے راضی تھے اور وہ جنت میں داخل

ہوئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو اس بات کی بہت زیادہ فکر تھی کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ حضرت زُہری کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ حضرت حکم نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اِس پر حضرت حکم نے کہا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر میں اس کے بارے میں ابھی تمہاری بات مان کر اسے قتل کردیتا تو یہ دوزخ میں چلا جاتا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ بنی مالک بن کنانہ کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو بازار ذی المجاز میں پھرتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ دعوت دے رہے تھے:

اے لوگو! **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہو، کامیاب ہو جاؤ گے۔

وہ صاحب کہتے ہیں کہ ابوجہل آپ ﷺ پر مٹی پھینکتا اور لوگوں کو کہتا کہ اپنا خیال رکھنا، یہ آدمی تمہیں تمہارے دین سے ہٹا نہ دے۔ یہ تو چاہتا ہے کہ تم اپنے خداؤں کو اور لات وعزیٰ کو چھوڑ دو، لیکن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ اس

کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ اطمینان سے چلتے رہو، یہاں تک کہ ان کے میدان میں پہنچ جاؤ، پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کے جو حق ان پر واجب ہیں، وہ ان کو بتاؤ۔ اللہ کی قسم تمہارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دے، یہ تمہارے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تمہیں سرخ اونٹ مل جائیں۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ قبیلہ بنی حنیفہ کے پاس ان کی قیام گاہ میں تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی، اپنے آپ ﷺ کو ان پر پیش کیا لیکن عربوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کی دعوت کو ان سے زیادہ بُرے طریقے سے نہیں ٹھکرایا۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت حارث بن حارث غامدی رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ مجمع کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ سب ایک آدمی (حضور اقدس ﷺ) کی وجہ سے جمع ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے گردن اونچی کر کے دیکھا تو نظر آیا کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دے رہے ہیں اور لوگ آپ ﷺ کی بات کا انکار کر رہے ہیں۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو حارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور ان سے فرمایا کہ قبیلہ بنو حارث سے لڑنے سے پہلے ان کو تین دن اسلام کی دعوت دینا پھر اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو تم بھی ان کے اسلام لانے کو تسلیم کرلینا اور اگر وہ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو پھر تم ان سے لڑائی کرنا۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور قبیلہ بنو حارث کے پاس پہنچ گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر طرف سواروں کو گشت کے لئے بھیج دیا، جو یہ کہتے ہوئے اسلام کی دعوت دے رہے تھے:

اَیُّھَا النَّاسُ اَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا

ترجمہ: اے لوگو! اسلام لے آؤ سلامتی پالوگے۔

چنانچہ وہ سب لوگ مسلمان ہوگئے۔

(بحوالہ : حیاۃ الصحابہؓ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی مبارک محنت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اسلام میں داخل ہوئے اور انہوں نے بھی رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ والی دعوت وتبلیغ کی محنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور اپنی جان ومال کو اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے لگایا۔

دعوت وتبلیغ کی محنت اور انعام ربانی

جب کفار ومشرکین کی طرف سے رحمۃ للعالمین ﷺ کو دیئے جانے والے مصائب اور تکالیف کی حد ہوگئی تو میدانِ دعوت وتبلیغ میں لگنے والے ذہنی وجسمانی زخموں کو مندمل کرنے اور آپ ﷺ کی دِل جمعی وحوصلہ افزائی کے لئے اللہ تعالیٰ شانہ' نے ایک ایسی عظیم الشان ومبارک سیاحت کا انتظام فرمایا جو نہ صرف ایک سیاحت وزیارت تھی بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کے نبی و رسول برحق ہونے پر دلالت کرنے والے کثیر معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ بھی تھی ، جو قرآن وسنت اور کتب تاریخ وسیرت میں اسراء و معراج کے نام سے معروف ہے۔ یہ معجزہ ،نبوت کے بارہویں سال ماہ رجب کی ستائیس تاریخ اور بدھ کی رات کو پیش آیا جبکہ رحمۃ للعالمین ، حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک باون سال ہو چکی تھی۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

الحمدللہ! عالم ملکوت کے اس سفر پر روانگی سے پہلے آپ ﷺ کی شایانِ شان تیاری کرائی گئی۔آغاز سفر سے قبل بیت اللہ شریف کے پہلو میں ملائکہ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا، قلب اطہر کو نکال کر سونے کے ایک طشت میں رکھا، اور اُسے آبِ زم زم سے دھونے اور اس میں ایمان وحکمت بھرنے کے بعد اسے واپس اسی جگہ پر رکھ دیا، پھر آپ ﷺ کی سواری کے لئے براق لایا گیا، جس کا ہر قدم اتنی دُور پڑتا تھا جہاں تک نظر جاسکتی ہے۔آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچے، وہاں امام الانبیاء،رحمۃ للعالمین،

حضور اقدس ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

(صحیح بخاری و مسلم شریف)

حدیث مبارکہ کی رُو سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ بیت اللہ سے بیت المقدس تک کے اس سفر کو اسراء کہا جاتا ہے، جس کا ذکر پندرہویں پارے کی پہلی آیت میں موجود ہے۔ بیت المقدس سے آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں آسمانوں کی طرف لے جائے گئے۔ پہلے، دوسرے حتیٰ کہ ساتویں آسمان اور اس سے بھی آگے سدرۃ المنتہیٰ تک گئے اور پھر اس سے بھی آگے لے جا کر قربِ الٰہی اور شرفِ کلامی و مناجات سے نوازے گئے۔ (مسندِ احمد)

الحمدللہ! تمام عبادات تو بذریعہ وحی فرض کی گئیں، مگر نماز پنجگانہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ آسمانوں سے بھی اوپر بلاواسطہ فرض کی گئیں اور یہ اس سفرِ معراج کا تحفہ ہیں۔ بیت المقدس سے لے کر آسمانوں کے اس سفر کو ہی معراج کہا جاتا ہے، جس کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ نجم میں موجود ہے۔ اس سفر میں آپ ﷺ نے جنت و دوزخ بھی دیکھے اور اہل عذاب کے مختلف گروہ بھی دیکھے۔ (بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

اہل مکہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ پر نہ صرف ایمان لانے کو تیار تھے بلکہ آپ ﷺ کو ایذا دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اردگرد قبائل بھی اسلام کی طرف رغبت کا اظہار نہ کر رہے تھے۔ معراج کا یہ

واقعہ جس غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا، اس کے چند پہلو حسب ذیل تحریر کئے جاتے ہیں۔

- اس واقعہ نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کو براہِ راست مشاہدہ کے ذریعے ایمان کے جس درجے پر پہنچا دیا تھا، اُس کی وجہ سے پورے اعتماد کے ساتھ کفر کو چیلنج کرتے تھے کیونکہ یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ہی سب کچھ ہوتا ہے، سارے غیروں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات واستقامت کی موجودگی میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔
- اس واقعہ نے اخلاقی مقاصد کے انجام بد کا مشاہدہ کروا کر مستقبل میں قائم ہونے والے اسلامی معاشرے کی اخلاقی قدریں متعین کردیں۔
- فلسطین کی مقدس سرزمین طور سینا اور بیت المقدس کی سیر سے حق وباطل کی ازلی جدوجہد کی تاریخ آپ ﷺ کے سامنے آگئی اور صرف ایک سال بعد یہودیوں اور عیسائیوں سے معاملہ ہونے والا تھا، آپ ﷺ اس کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار ہوگئے۔
- مراحل سفر میں آپ ﷺ کو یثرب کا مشاہدہ بھی کروایا گیا اور ہجرت کی دُعا بھی سکھائی گئی، جس کا مطلب یہ تھا کہ مکہ کا معاشرہ قبول حق کی صلاحیت سے خالی ہوگیا ہے تو دوسرے مرکز سے اس محنت کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

✿ واقعہ اسریٰ کے حوالے سے جو قرآن حکیم (سورہ بنی اسرائیل) میں نازل ہوئی، اس میں اسلام کے معاشرتی، معاشی اور قانونی نظام کے خدوخال واضح کئے گئے ہیں، مثلاً والدین کے حقوق کی تلقین، بخل اور فضول خرچی کی ممانعت، قتل اور زنا کی مذمت، قتل عمد اور انتقام کی مذموم رسموں کی بندش، یتیموں کے حقوق کی حفاظت، عہدوپیمان کی حفاظت اور ناپ تول درست رکھنے کی ہدایت وغیرہ۔

✿ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات میں ایسی جامع دُعا سکھادی گئی جو مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا باعث ہے نیز نماز کی فرضیت سے اللہ اور بندے کے درمیان تعلق اور مضبوط بنادیا گیا۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

✿ بیعتِ عقبہ اولیٰ

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے قبل **12** نبوی میں **12** آدمی مدینہ سے حج کے لئے آئے اور ساتھ ہی یہ نیت بھی تھی کہ پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرسکیں۔ انہوں نے عقبہ کے مقام پر یہ سعادت حاصل کی۔ اس بیعت کو عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے پانچ چیزوں پر بیعت لی۔

(1) وہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی پرستش کریں گے۔

(2) وہ چوری اور زنا کاری سے باز رہیں گے۔

(3) اپنی اولاد (لڑکیوں) کو قتل نہیں کریں گے۔

(4) جھوٹی تہمت اور غیبت سے پرہیز کریں گے۔

(5) اللہ کے آخری نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔

(بحولہ: تاریخ اسلام .... عہد رسالت وخلافت راشدہ)

بیعتِ عقبہ ثانی

الحمد للہ! 13 نبوی میں 73 مرد اور 2 عورتوں پر مشتمل ایک وفد مدینہ سے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! اگر ہم عہد پر پورا اُتریں اور استقامت کے ساتھ اپنی بیعت پر قائم رہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! ''جنت'' سب نے بیک زبان کہا، یہ معاوضہ ہمیں منظور ہے۔ انصار نے ایک اور شرط بھی آپ ﷺ سے منوائی اور وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ حق کو فتح عطا فرمائے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر واپس مکہ نہیں چلے آئیں گے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

رحمۃ للعالمین ﷺ نے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے 12 ذمہ داروں کو مقرر فرمایا، جن میں سے 3 بنو اوس میں سے اور 9 بنو خزرج میں تھے۔

بیعت عقبہ ثانی کے بعد شرک کے علمبر داروں نے حق کو مٹانے کے لئے پورا زور لگا دیا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے بھی اپنے ساتھیوں کو مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور صحابہ کرام رضون اللہ عنہم اجمعین ایک ایک کر کے مکہ چھوڑنے لگے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

الحمد للہ ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ نے اہل مدینہ کی درخواست پر اپنے ایک جاں نثار صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ' کو معلم کے طور پر ان کے ساتھ بھجوایا، انہوں نے دعوت والے کام کو اس طرح کیا جیسے کسان اپنی کھیتی کے لئے محنت کرتا ہے۔ وہ اسعد بن زرارہ کے مہمان تھے، جو ایک ممتاز شخصیت تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ' روزانہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ملاقاتیں کرتے، گشتیں کرتے، اہل مدینہ کے پاس خود چل کر جاتے، لوگوں کو اسلام کی بلند پایہ تعلیمات پیش فرماتے اور قبول اسلام کی دعوت دیتے۔ ان کی کوششوں سے تقریباً تمام قبائل میں اسلام پھیل گیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں بنو اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ' اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ' شامل تھے، جن کے قبول اسلام کی بدولت بنو اوس کی اکثریت حلقہ بگوش اسلام

ہو گئے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام وعہد رسالت وخلافت راشدہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ربّ اپنے لاڈلے حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقے سے ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین

(بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ)

وَاٰخِرُ دَعْوٰ نَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَا لَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَا مُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحا بِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّ احِمِیْنَ